رجسٹرڈ نمبر اے ۶۸۳

REGISTERED NO. A. 780



Lucknow

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) [illegible] اور قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

(۷) [illegible]

(۸) [illegible]

(۹) [illegible]

(۱۰) [illegible]

نوٹ

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ ۔ نمبر ۳۲

مضامین

یکم ستمبر ۱۹۲۰ء

ایک اسیر

آج آپ کا نامہ نگار کسی مقدمے کے سلسلے میں دُنیا بھر کی عدالتوں کے صدقے ہوتا ہوا مسٹر جج صاحب بہادر کے اجلاس پر جا پہنچا اب اسکو خوش قسمتی کہیے یا بدنصیبی بہرحال ایک مقدمہ بدفعہ ۳۷۶ ت ہند یعنی زنا بالجبر کا ہو رہا تھا اور اسکے ساتھ زنا بالجبر کا بھی تھا ثبوت اور شہادت کی کارروائی ختم ہو چکی تھی صرف وکلاء کی بحث پر معاملہ اٹکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بحث شروع ہوئی اور ختم بھی ہو گئی اور آئندہ کسی تاریخ پر فیصلہ بھی سنا دیا جائے گا اس سے غرض نہیں کہ مقدمہ کی حقیقت و اصلیت کیا ہے یہ اللہ میاں جانیں یا ملزمان یا مجسٹریٹ جج صاحب بہادر علیہ رحمۃ والغفران کو صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ آج کل کے روشن زمانہ میں یا ایسے معاملات میں کس کا انتخاب ہوتا ہے جن کی صورت سے قانونی نکات جلیبی کے خمیرے کی طرح پیچیدگی ہوتی ہے جیسا چاہو کر لو جب بحث کی نوبت پہنچ گئی تو عدالت نے اسیروں سے رائے طلب کی اور منجملہ تین عدد اسیروں کے ایک اسیر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

عدالت ۔ تم اس مقدمہ کی حقیقت گواہان ثبوت اور وکلاء کے مباحث سے معلوم ہو گئی ہو گی لہذا بتاؤ کہ اس مقدمہ میں ملزم نے جرم دفعہ ۳۷۶ کا ارتکاب کیا یا نہیں۔

اسیر ۔ (خاموش مثل ناک سا ہے)۔

عدالت ۔ کیوں خاموش ہو اپنی رائے بتاؤ۔

اسیر ۔ (درود شریف پڑھ کر انگلیاں کھجلانے لگا)

عدالت ۔ ارے تم رائے کیوں نہیں دیتے؟

اسیر ۔ ہاں دیتے ہوں

عدالت ۔ جلدی بتاؤ۔

اسیر ۔ سرکار ہم کا بتائیں ہم تو عجب ہو گیا۔ تم آپ تو جان لیو۔

عدالت ۔ دیکھو ایک کو تم سے پوچھا جاتا ہے کہ ملزم پر جرم ثابت ہے یا نہیں اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔

اسیر ۔ حضور اسرکاری وکیل کی بکبک سے کیا ہو تو ہمری سمجھ آپ آئی گوا ٹیکیوا۔

عدالت ۔ بہر حال بتاؤ کہ ملزم مجرم ہے یا نہیں؟

اسیر ۔ حضور ہم تو قانون کی کتابیں ان وکیلن جانے کہ سرکار کا جرم ثابت ہے یا نہیں۔ ماموری کی جانچ اس کی کثرت تو وکیل کرے گئے گشتان اب رہی چار روپیہ کی تو ہم نہیں جانے کہ کون بیچاری کیا ہوئی۔ وہی جانو تو جان لیو۔

عدالت ۔ عدالت کی رائے تو تم پر معلوم ہوگی تم اپنی رائے بتاؤ کہ ملزم پر جرم ثابت ہو گیا یا نہیں۔

اسیر ۔ صاحب! جان تو یہ ہے کہ دونہ گھبرا سارے جرم تو ہو ہی گئی ملزم کے ساتھ جس کا ملزم کس بات ہوئی ایسا کا چھوڑ دا جائے۔

عدالت ۔ تو تمہارے نزدیک جرم ثابت ہے؟

اسیر ۔ ہاں حضور انہیں جان لیں جائے۔

عدالت ۔ پھر وہی خرافات۔ تم صاف کیوں نہیں کہتے ملزم مجرم ہے۔

اسیر ۔ حضور رہا ہے تو دین کا یہ جرم کم ہوئی۔

عدالت (تیز ہو کر) کیا بکتے ہو جرم ہوا تو ملزم بتاؤ ملزم پر جرم ثابت ہے؟

اسیر ۔ اب صاحب ہم کا بتائی کا جاتی ہم جرم ثابت ہے کہ نا ہیں نیت یہ ہے کہ جرم تو ہوئی گواہ سے جو ان منہ تمہارے سے ملزم کے ہم پوچھا جات ہے

عدالت ۔ اگر تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو تو پھر سنو۔ تم سے صرف اتنا پوچھا جاتا ہے کہ ملزم تمہارے نزدیک مجرم ہے یا نہیں۔

اسیر ۔ ہاں سرکار ہم سمجھا گئے لیکن چاہے۔

عدالت ۔ اچھا اب ملزم کے متعلق بتاؤ کہ یہ نابالغ لڑکی کو بھگا کر لے گیا اپنے گھر لے گئی یا نہیں اور لڑکی کو چھپا رکھا یا نہیں۔

اسیر ۔ سرکار اب کا جانی کہ یہ بھگا یا کوئی نیت سے اپنے گھرے لیوا سے لگے تو صاحب چھپائیں نا ہیں وہ چھپا رہت تو پھر وہ کا گئی تو پچھا جائے؟ ابیتہ لڑکی اپنے گھرے جہدہ نکلے ہوئی۔

عدالت ۔ تو اسیر جرم ثابت ہے۔

اسیر ۔ اب ہم کا کا سمجھ

عدالت ۔ ارے تمہاری کیا رائے ہے؟

اسیر ۔ ارے بابا ہم سے کہت جاتی اچھا مجرم ہے اور جرم ثابت ہے

عدالت ۔ اب یہ بتاؤ اور بتاؤ کہ ملزم سے بھی تمہارے نزدیک ملزم ہے؟

اسیر ۔ ارے صاحب اب کون سے تو ہم پہ جائے ہم بھی سب کے حصہ دار ہیں۔

عدالت ۔ ان دونوں سے بھی سوال ہوگا پہلے تم اپنی رائے بتاؤ۔

اسیر ۔ اچھا تو صاحب یہ دونوں مجرم نا ہیں ہے ایسا آپ ان کا کا چھوڑ دیو؟

عدالت ۔ اس سے کیا مطلب؟ ملزم مجرم ہے یا نہیں تم اپنی رائے بتاؤ۔

اسیر ۔ نا ہیں سرکار یہ مجرم نا ہیں ہے۔

عدالت ۔ کیوں؟

اسیر ۔ ارے صاحب یہ تیرہ چودہ برس کا ایک بیٹا ہے ان کا جانے ماں باپ ہیں جانک چھپکر ہی بہیرہ ہو گئی۔

عدالت ۔ تو کیا مطلب ملزم ہے؟

اسیر ۔ نا ہیں صاحب یہ برسوں مجرم نا ہیں ہوت ہمری جانش ماں ہے تو یہ مجرم نا ہیں بچا۔

اسکے بعد دوسرے اسیروں سے سوالات ہونے لگے۔

یہ اسیر صاحب ایک دیہات کے چودھری قوم کے کرمی ہیں دستخط کی جگہ انگوٹھے کا

نشان لگا لیتے ہیں۔ اس شہر میں دو صد سے زیادہ بھی تھے جن کو اسیر نہ کر سکے گو وہ حاصل تھا بلکہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر جہالت کا قبلہ گاہ تھا۔ بعض علامات سے ایسی قابلیت و استعداد کے عادی ... بھی ہیں۔ اللہ فریبوں کا والی ہے۔ دیکھیے گستاخ ... کی آہ کیا اثر کرتی ہے!

راکب

سرکاب

اپ ٹو ڈیٹ شاہ جی

ایک دن شام کو یہ نامہ نگار
سیر کرنے چلا سوئے بازار
راہ میں تھا حکیم جی کا مطب
جمع جس میں تھے سب صغار و کبار
ذکر یہ ہو رہا تھا آپس میں
ہیں فقیر آج کل کے ناہنجار
داڑھی لمبی بڑھا کے وہ بالقصد
کرتے رہتے ہیں جذب کا اظہار
دن کو رہتے ہیں تنگ حجرے میں
بات کرتے نہیں ہیں وہ بیکار
رات کٹتی ہے اُنکی ہو حق میں
سب انہیں جانتے ہیں شب بیدار
مرد لینے میں ہے کمال ان کو
چاہتے رہتے ہیں یہ دو دلدار
سن کے یہ میں نے ایک سے پوچھا
کس کی نسبت یہ ہوتے ہیں اذکار
ہنس کے بولے وکیل غربت جاں
شاہ صاحب کے تھے جو پیروکار
کیا بتائیں کہ واقعہ کیا ہے
ہم بھی دھوکے میں آ پھنسے تھے یار
جبکہ سمجھے تھے سالک مجذوب
جس پہ تھا آفتاب فقر نثار
تھا وہ گوشہ نشین شکستہ میں
وہ مکر سے ہوا سیہ کار
پیر و قول جواہر خمسہ
پاس رہتے تھے جن کے دو چار
پھانس لاتے ہیں یہ مسافر کو
پیر وہ تھے ہیں نذر میں دینار
رکھتے ہیں بڑی طرح اسکو
باقی رکھتے نہیں فقیر وہ زنار
صوفی نواب مولوی صاحب
اور دردی رئیس عذر گزار
تھے یہ ... اصل میں ڈاکو
شاہ جی ان سبھوں کے تھے سردار
کر دیا تھا یہ فقر کو بدنام
ایسے مکار پر خدا کی مار
واقعہ ہے ابھی یہ کل ہی کا
ایک بیوہ کو دیکھ کر زردار
چاہتے کو لگا یا وہ واسا
جس سے چھوٹی نہ غمزدہ زنہار
آگئی جب وہ ان کے قابو میں
لے لیا نقد سکۂ کلدار
جن کی تعداد لوگ کہتے ہیں
دس ہزار ایک۔ ایک بیس ہزار
اور جو جائداد تھی اُسکی
شاہ صاحب نے تاکی آخر کار
دے کے دم اس غریب بیوہ کو
وقف نامہ لکھا لیا اسے یار
جب پلٹ کر گئی وہ اپنے گھر
ہوگئی غفلت سے ہوشیار
مشورہ اک وکیل سے کر کے
کھٹکھٹانے لگی در سرکار
ہوتی ہے اب مقدمہ بازی
شاہ صاحب کا دیکھو یہ شعار
شہر کے لوگ شاہ صاحب سے
اب ابھی سے تو ہیں بہت بیزار
چکمہ ... قصائی ... فروش
معتقد بس یہی ہیں تو ہیں چار

سلہ ... [illegible]

سن کے یہ حال جب چلا ... گھر
تاکہ ان کا ... سر بازار
شاہ صاحب کے گرد فطرت پر
یاس ہی یاس پر ہوئی تکرار
ایسا کچھ شور و غل بڑھا آخر
کھل گئی آنکھ ہوگیا بیدار

راقم

سراب

مولانا پنچ کا پوسٹ بیگ

رنگون رنگین

ڈیر پنچ۔ ہم الجھے تھے کہ شام کے دوسرے کو کب تک ... ایک ... دو روز ... سمندر پار ہو گئے اب ... آتش فشاں پہاڑ آگ اگل کے خاموش ہو جائے گا اور ... آتش خار سیاہ ... تھے ... کے آغوش استراحت میں چین سے سوتے مگر نہیں وہاں ... کی سمت ... بلبل ... بہار میں کیا فریاد کرے گی ... عشاق ... حال ہے کسی خوش مذاق کا قول ہے کہ عاشق کا گریبان اور رنڈیوں کے پائجامہ کی ... نہیں رہتے۔ یہاں کے شریف اوباشوں پر ... بالکل اسی طرح چسپاں ہوتی ہے جیسے ... کا ... عاشق کی آنکھ ... کی لنگوٹی ہوتی ہے ... خالی ہے ... کی کتیاں ... ہوا۔ زہریلے ... کا اثر ... شہر سے ... پاگل خانہ کی دیوار ... ہوتے ... آدھی رات ... ٹانگیں اٹھا کے ... اور ... لگانے لگے ... سال ... تالی ... کی بھیڑوں کی طرح دھیں ... لیٹنے لگے۔

... ۔ پنچ ہے ایک ... [illegible]

بندہ کا مع ضیعت کی روشنی سے کہاں کہاں
وقت خیر کی کرے۔ وصل یہ ہے کہ رے
حریت تا اہل ادا چھی ارکان کی جیت

ایک صاحب کو ضلع میں نجر والی کی خدمت
خدمت انجام دیتے تھے۔ انگلے زمانہ کا ایک مہربان
مدعی اسکا ماری شہر والی کو بیک اسکی شکایت
پہونچی تو اسے انھیں شہر سے نکل جانے کا حکم دیا
انھوں نے عرفات میں مکان لے کے روانہ کیا
کا شغل جاری کر دیا چوری چھپے شہر میں آتے
اور گدھوں پر روئی اور خرکاروں کی کھیپ لاکے
عرفات لے جاتے۔ رفتہ رفتہ گدھوں کو عادت ہو گئی
کوئی سوار ہو کے کہیں جانے لگا اور گدھے صاحب
عرفات کی راہ لی وہ کوڑے مارتے ہیں مگر وہ
ادھر سے منہ نہیں موڑتے۔ آخر پھر شکایت ہوئی۔
والی کی کچہری میں مقدمہ پیش ہوا۔ مدعیوں نے
ثبوت میں گدھے والوں کے گدھے بلائے اور کہا
حضور یہ مدعی انکار کرتا ہے مگر آپ ایک کام
کیجیے لوگوں کو ان گدھوں پر سوار کرا دیجیے اگر بغیر
ہانکے یہ جا نور اس مردود کے گھر تک پہونچ جائیں
تو ہم جھوٹے۔ حاکم نے یہی کیا گدھے منہ اٹھا کے
گئے اور سیدھے عرفات میں دم لیا۔ اب ثبوت
کافی تھا جانور لے لیے گئے اور مدعی کے خیمہ اکھاڑ دیے۔

یکم ستمبر نہیں ۷ ستمبر

چونکہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ اور دیگر
حضرات ادبا کرام حضرت نصرت نمبر کے لیے مضامین دیر سے
دے سکے اور ان کے انتظار کے سبب نصرت نمبر یکم ستمبر کو شائع نہ ہو سکا
یکم ستمبر کی بجائے ۷ ستمبر کو نکلے گا جو بہتر ہے
ہیں کہ حضرت نصرت کی زندگی کے حالات کا ذخیرہ ہو سکے
اور یہ جو کہ کوئی ضروری چیز رہ نہ جائے۔ ناظرین صاحبان معاف فرمائیں گے
پر غور فرمائیں کہ یہ وجہ نہیں ہے اسکا خیال رہے
اشتہارات کے لیے بہت کم صفحات باقی ہیں مشتہرین جلد
بھیجنا چاہتے ہوں۔ تو فوراً بذریعہ خط جگہ محفوظ کرا لیں۔

سید عنایت حسین مہتمم اعلیٰ دفتر اودھ پنچ لکھنؤ

مذہب کی سرپرستی اور دھرمیاں بخاروں کی
آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چلی۔ یہ مجھا گیا کہ
اب پردہ اٹھ گیا۔ کیا حاکم صاحب کی عقل پر پردہ پڑ گیا
کی گواہی قبول کرتے ہیں اور انسان کا دعویٰ
تسلیم نہیں کرتے۔

اب آپ ہی فرمائیے جب گدھا زندہ اور دلیل
لالا ہیروں کا کچھ نہ بنا سکا تو نہ جانے کیا حال
ال ہے۔

(۱) پاگل خانہ کے جنگل میں کیا عمل ہوا؟
جب ڈونگیاں کھجوریاں پڑیں چار دن پہلا دن
کے آتے ہیں اور یہ شناس کے اہل علم سمجھتے پیچھے
پیچھے ساتھ چلتے ہیں۔ مولانا پنچ کا اگر المرونت کی
امانت میں یہی بڑی بات ہے کہ جناب کی عمر کی
مارے ڈنگر طریقہ سر کر دیا۔ انھیں خدا داد راستہ پر
لائے اگر اس وقت دیکھا تب چند آدمیوں کو تعجب
کرتا ہے ہیں کیا معنی کہ عرب کا بچہ اور کوئے سے
عرفات بھیجا گیا تھا ہیں اسکی اولاد کو بھی
ڈنگروں سے پاگل خانہ تشریف لیجانا چاہیے کہ وہ
کے نقش قدم کی ہدایت سے جس فرست کا بھی
چاہتے وہیں جائے۔ گھر میں نجاست نہ پھیلائے۔
ایک صاحب ہیں جنگالی اشاعت آشنگالی
روشن دماغ ہوتے ہیں مگر یہ حضرت منشی ہیں
حضرت کی کھوپڑی کا عقل کا عمل نہیں ہوا تھی۔
ذرا ور شاہ لالہ لوگ کو نام انگلی دخل (لوگ) کو شیا
گھرائے کے مارے گالی نمبر دو آنکھ ادھر کھینچے
انھیں سلامتی سے کوئی پیشہ نہ ملا توگھے تو ادا
کرتے۔ ایک قدم طوائف کے کوٹھے پر تو دوسرا
پاپ میں ہیں۔ لطف یہ کہ زندگیاں حضرت کو اپنا
پیشوا ہے حقیقی سمجھتی ہیں کوئی مفتی کوئی کنگالی
قاضی۔ بات معقول ہے مفتی تو اس وجہ سے کہ حرام
ان حضرت کے فتوے سے حلال ہو جاتا ہے اور
قاضی اسلیے کہ نکاح کے جملہ ارکان انھیں کے
ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں یہ دوسری بات ہے
کہ یہ نکاح مہر اور خطبہ کی فضول اور پرانی قید
سے آزاد ہے۔ شیطان رکھے ان کے قدم سے

بڑی چہل پہل رہتی ہے جب شریف ہو تو تب
کیفیت رشتہ لطیف ذرا دیا بال ڈھالا سے
پہنچا حاصل ہوتا ہے کہ آپ بھلوں خود کسی زنانہ
کی اداکے دوار کے غار کے سامنے کے زانو سے جیتی
کے سروں کے رے پانک کے حساب کی چھپ چھپ کے
سے تیسے طور پر کے عشق پسر خوانزہ کے کوٹا ہیں جناب
ایسی فراست ذاتی ہنجار عیب طوری دہنتا رجیب
فطری نور کا سینچا ہے۔ بہنسا مبارک یہ کہ بڑھنی
صفا چٹ۔ مرگچھیں طول میں رو بچا کی دم اور
عرض میں ہوش دیوانہ کی طرح گم۔ سنتا ہے کہ
آنت لونڈا یہ زیرو سنتی کے گڑ پر بیٹھی ہیں۔

دوسرے صاحب ڈیڑھ کے مرزوں عقب سے
مقتب ہیں۔ آپ کا قافیہ وان آبرو بریسے بچاہ
کے ہوئے زرسے بھرا بازار بنا ہے۔ آپ ایک کمپنی
تجارت پیشہ کمپنی کے نوکر ہیں جب شریف
آتا غیر حاضر ہوتا ہے تو حضرت کو اپنے عیب کا
دیا کھولنے میں عار نہیں ہوتا۔ (؟) کیا ہے جان
کا بازار ہے۔ بڑے بڑے کھیل بڑے بڑے تماشے۔
خدا کرے ان دونوں کو ایک والی کو مل جائے
جو زندہ پھنکا دے اور گدھوں کی گواہی کو بھی
صنوائی طاؤں کی گواہی سمجھے۔

راقم

ملا دنیا

اگروال شنشنی لاہور کا اکرسیسن نمبر

مارچ اکرسیسن کنگ کی خوشی ہے جتنا اخبار
اگروال شنشنی لاہور کا خاص نمبر نکلے گا جن کے پہلے صفحے پر
نہایت خاص وقعت سے بزرگوں کی تصویریں شائع
ہوں گی بڑے بڑے لیڈروں کے مضامین اور تصاویر
سے شاندار بنایا جاوے گا قیمت فی پرچہ تین آنہ
ہوگی۔ ایک خاص نمبر میں اشتہار دینا تجارت کی ساکھ
پر چڑھانا ہے مشتہرین کو جلدی اپنے اشتہارات اور
اجرت بھیجنا چاہیے۔ ورنہ جگہ نہ مل سکے گی
اور کف افسوس ملنا پڑے گا۔

منیجر اگروال شنشنی لاہور

آل انڈیا اہل الغرض کانفرنس لکھنؤ

متعلق مسٹر بیگم بنام پنڈت کی آل پارٹیز کمیٹی

پنڈت جی۔ پائیں لاگی۔

وہ جو کبھی بوڑھیا ہے اور تم بھی بوڑھے ہونے کو آئے اس لیے میری اور تمہاری ملاقات میں کسی شخص کو کوئی ٹوکنے کی کوئی وجہ نہیں اس زمانہ میں مردوں کے ساتھ دیکھئے جنگلوں جنگلوں شہروں شہروں پھرنا جوان عورتوں کے واسطے بھی عیب نہیں تو معمول سے بڑھ کر اختلاط ہو وہ بھی ایک پردہ نشین بڑھیا کا خطا کون نام رکھے گا اور نام رکھے گا بھی تو کیا بنائے گا کوئی عاشق معشوقی کا معاملہ تو ہے نہیں کہ لوگ جھنڈے پر چڑھائیں یہ تو بے تکی معاملہ اس ملک میں عورتیں بھی رہتی ہیں اور مرد بھی رہتے ہیں۔ تمہاری مہربانی سے مرد کو بھی ووٹ (ووٹ) اور شادی رچانے کا حق ملنے والا ہے۔ آخر زبان ہم کو بھی چلانی تھی پھر تو کسی چنان چنیں ہے اب مطلب کی بات سنو کہ میں نے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی تیار کی ہوئی رپورٹ پڑھی نگوڑے اردو اخبار والوں نے اسکا ترجمہ بھی لکھا تو ایسی ولندیزی زبان میں جیسے میرے فرشتوں نے کبھی نہ سنا ہوگا۔ وہ انگریزی گٹ پٹ لفظوں کی بھرتی کر کے خدا تری پناہ۔ اگر میرے نواب مجھے نہ بتاتے تو میں ساتویں جنم (جنم) میں بھی تری ڈومنی سٹ سٹ اے نوبو ڈومینین اسٹیٹس کے معنی نہ سمجھتی۔ توبہ کیا لفظ ہے۔ ڈومنی کے نام سے میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے خدا غارت کرے ڈومنیوں کو انھوں نے سیکڑوں گھر اجاڑ دیے ہیں۔ اللہ رکھے میرے نواب کے پاس بھی ایک ڈومنی ہے میں انھیں بوکھ کے جلا کرتی ہوں۔ ڈومنی کا

پارسا خاوند سب میں لے ڈومنی کا لفظ تمہاری رپورٹ میں دیکھا تو انھیں سارا کیا دوری کرو نہ بیچا اب راوی چین لکھتا ہے تمہارے نئے عمل کی یاری کا اس ملک میں رواج ہونے والا ہے ڈومنیوں کے در پے بڑھیں گے کی گلی طبلوں پر تھاپ پڑے گی گھر گھر ناچ ہوگا۔ مثل ہے بڑھوں میں بھی بڑھیں گے تو بہار ادھر بھی آئے گی۔ تمہارے بڑے سسر



آہنگ بعد از وقت

"بکا کرو ۔ میں نہیں سنتا"

تو کی کر لیجیے تو داماد کا خیال ضرور رکھیں گے۔ خدا سلامت رکھے اس وقت ہم عرضوں سے شکوہ نہ ہوتا۔ پہلے تو وہ حیرت سے تکنے لگے پھر جھنجھلا کے بولے کچھ خبر ہے آج تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو کیسی ڈومنی اور کیسا اسکا راج دشمنوں کا راج کیسا ہے میں نے اخبار کا کاغذ انکے سامنے پھینک دیا کہ دیکھو کیا لکھا ہے۔ کاغذ

دیکھ کے وہ بہت ہنسے۔ وہ ہنسے اور مجھے آتے دیکھا کہ ہم تو باتیں کرتے ہیں پھنسی ہیں ہوا آتی ہیں۔ بارے انھوں نے تمہاری رپورٹ کی ساری حقیقت بیان کی کہ یوں سرکار نے اپنی مرضی سے ایک کمیشن مقرر کیا یوں ہندوستانیوں کو لاکھ غصہ پیچے (بائیکاٹ پہلے) نے غصہ دیا اصلاح تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے انکے منہ میں غصہ وہ ملکی نظام کا قانون بنایا۔ اسپر عام رائے لینے کے لیے تم لکھنؤ آئے۔ تیسری طرح کی بار دوسری ہیں ملکوں کے لوگ جمع ہوئے کسی نے تمہاری ہاں میں ہاں ملائی کسی نے منہ چڑایا پھر نکالا یا۔ خوب خوب تقریریں ہوئیں سنی لکھ پکر نے والوں میں کئی آدمی ایسے بھی تھے جنکی لگائی ہوئی مذہبی آگ آج تک دہک رہی ہے مگر تمہاری عقل میں آکے وہ ایسے منھ بالائی بن گئے جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ وہ جو اورے کے ٹھاٹھ میں بارہ بجے دن کو روشنی کا کے مطلب برآری کرتے تھے سازگیری پر مائل ہوئے۔ وہ جو رات چپت کے دیئے کا لے پر پانی کے ٹھاٹھ میں سورج کی روشنی چپت رکھنے کی صلاح دیتے تھے تیار ہو نے لگے۔

سنو پنڈت جی۔ میں نے ایک نہیں کئی بار تمہاری رپورٹ اول سے آخر تک پڑھی ایک بات سے تو دل خوش ہوا کہ خوشی کی حالت میں بھی لکھنؤ سے جانے کا سبق تم نے بہت اچھا دیا اس سے بہتر سبق اور کوئی استاد نہیں دے سکتا۔

لیکن سچ پوچھو تو قلم پھیر قلم ہے۔ سنو پنڈت جی تمہاری رپورٹ کا وہ حصہ جسمیں انگریزوں کو حکومت کا طرز بتایا گیا ہے عام سلطنت کی راہ سے تو درست ہے مگر فرنگی سلطنت اسے قبول نہ کرے گی۔ قبول کرنے والی ہوتی تو میاں سائمن کی جگہ کمیشن کا صدر تم ہوتے یا شاید مجھے مقرر کرتی جس حکومت کا دستور ڈیڑھ سو برس سے



مداری۔ نہیں بیں بی این۔ پی بیں۔ او تمہارا باپ مرے ہم لوگاتے ہیں تو بل میں نہیں جاتا۔ ادھر راجپوٹ کرے گا۔
مسٹر پنچ۔ دوست اروں۔ لوٹن کے سانپ باہر نکلتا ہے۔ ستوں سے چھیڑ ابھی نہیں ہوا ابھی کانوں کے لیے بے گرے کیہ سست
ایسے راگ بجتوں میں نہیں آتے۔

پیدا ہو کہ اچھا سویرا اور سیرا ہی ہے ایمان اور انصاف کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ نواب مقتدر بیچے نے تمہارا یا اور تم تھوڑا بہت کھچے ہی آگئے۔ سچ ہے ہم کو یہ نہیں کہا دیتے ہیں جب کوئی کسی حکم کی تعمیل سے انکار کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ پاجامہ پہن اور داماد کا نہیں تو یہ کیا روانی کی بستی ہے اسے اور یہ کہتے ہیں تمہیں پاجامہ پہننا آتا ہی نہیں۔ ٹی ٹی پی ٹی ڈر گئے پاجامہ پہن لیتا ہے۔ اسی طرح نواب مقتدر بیچے نے اسٹی ال ٹی ٹی بی ٹی کے ہندوستانیوں سے پاجامہ پہنوا لیا تھی۔ ایک قانون کا لاحقانہ دستی بنا لیا۔ اور وہ جو پاجامی کاٹ داڑھی کاٹ کی رواجیل ہوئی تھی اسکو بیچ کم دو کر دیا کہ صاحب جو اتروانی کاٹ۔ مگر ہندوستان کی تمام پارٹیوں نے دل کے بیچارے سامنے اپنا دل کھول کے رکھ دیا۔ عام ہندوستانی مالکوں کے ہتھکنڈوں سے چھپی ہوئی نقی ورنہ ہم سے کوئی ناراض نہیں۔ خیر ہمیں تو اپنے مطلب سے کام ہے ظاہر یا ہر یقینی بات کی بیچ پر تم ایک لکچر کر کے ہو۔ غرضیکہ تمہاری رپورٹ کی صورت میں دیکھا جب نے ملاحظہ فرمائی واضح ہو کہ ملکداری کے دستور سے تم ابھی طرح واقف نہیں۔ یہ ظاہر اتفاق حکومت کو تمہاری رپورٹ نے عام سے خاص اور آزاد سے مقید کر دیا ہے۔ اسپر درست توجہ نہیں کیا سکتی۔ واقعات شاہد ہیں کہ تم ابھی استاد ہیا اوٹنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔ ہم بھی استاد ہیں مطلب اور غرض کی گولیاں خوب جانتے ہیں تم نے بیکار زحمت اٹھائی؟ سنو پنڈت جی انیکاٹ اور ان کے ساتھ ہی مطالبات پیش کرنا یہ نہیں صحیح ہو سکتا ہے کہ تم اپنی رپورٹ نواب مقتدر بیچے یا ان کے بھائی میاں گرہ کٹ اور سرسائن ان کے پاس ڈاک کے ذریعے سے بھیج کے جیتے رہو اور ان کی کمیٹی میں خود شریک نہ ہو۔ وضع بھی نبھے اور مطلب بھی پورا ہو۔ انکے پاس تمہاری تیاری کی ہوئی اور داشتہ ہو چکی

وہ ایک ہی چلتے ہوئے ورگ ہیں خوب غور سے کھینچے ہو کچھ ہیں اور یہ کہ آئی ایک حصہ کے بارے میں تو وہ بھی کہیں گے اب رہا وہ سر حصہ جو تم نے اپنے آپس میں میل جول قائم رکھنے کے لیے صرف کیا ہے۔ میں نے اسے بہت غور سے دیکھا اور اس نکتہ پر پہونچی کہ اسمیں کوئی جان نہیں ہے دیکھو پنڈت جی بڑا نازک امر ہوں منطق آزما کستی ہوں جو منطق کی رو سے درست ہو گی لیکن رکھنا بیرے دستور کے خلاف ہے۔ اس حصہ کے بارے میں چند باتیں میں کہنا چاہتی ہوں۔ ایک یہ کہ اگر اسپر عمل کیا گیا تو ہمیں نہ وہ خزانہ ملیگا کی تمام سے کام رہتا ہے یہ سب بیاہ میں نہیں خالی خوبی سنگھنی میں صرف ہو جائے گا۔ اب لگا ہے ٹکیس پر ٹکیس اور اس انتظام کا بوجھ بھی گرانبار بے وسیلے خزانہ سرکاری پر قابو نہ چلنے کی حالت میں آپ کمانا خود گوارا کرنا ہے۔ وہی مثل ہے دیو با بل میں سماتا نہیں دم میں باندھے چھاج دوسرے یہ کہ اس حصہ میں غریبوں کی بھلائی کا کوئی جز نہیں ہے یہ جیسے سوکھے ساون ویسے ہی بھادوں ۔۔ جو کچھ حصہ لگایا گیا ہے وہ دور فرض مستند مون کا ہے وہی مستند سے جنکے نام نمود رسوم و رواج کے کھیل تماشے پر غریب خزانہ کی کمائی حیثیت چھپا ہوئی رہتی ہے۔ یہ ایک ٹیکس کا بوجھ بھر بھر کے انھیں کی پیٹھ پر پڑے ہی کو تشتا ہے

پنڈت جی میں پہلے ہی کہہ چکی کہ ہندوستان کے خزانے اور آمدنی پر سفید ناگ بیٹھا ہوا ہے وہ ہندوستانیوں کے فائدہ کو صرف نہیں ہو سکتا تمہاری رپورٹ کے اس حصہ میں خرچ بڑھانے کی جتنی سفارشیں کی گئی ہیں سب موجود ہیں مگر وہ خرچ کہاں سے آئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ حصہ جاری نہیں کی سرکار۔ تھوڑی سی ترمیم کے بعد قبول کرے گی اس وقت ایک دوسری آل انڈیا پارٹیز یا آل انڈیا کانفرنس دوسرے ہندوستانی بلائیے اور کہیں گے کہ یہ رپورٹ کا بہت بڑا حصہ

حکومت نے منظور کر لیا ہے یعنی گورنمنٹ آف انڈیا بھی ابھی تک عمل میں نہیں آئی مگر رسائی ضرور تھی دیکھا کیا حق کہ نواب مقتدر بیچے اب نہیں مخلص ہوئے کا علمدار دیتے ہیں ہماری کامیاب رپورٹ فیل ہوئی جاتی ہے۔ دیکھو محسن ملک کی طرف دیکھو۔ جہاں آزادی سٹ سٹ تیار ہی ہے وہاں بھی ناچ نا چا جاتا ہے یہ سمجھو کہ سپاہی آگئے ہیں دس برس بات کہتے گزر جائینگے۔ تمہاری حال چلے اور سارنگی کے سر ملنے کا لطف اٹھاؤ اور عشق کے الزام سے آبرو بچاؤ۔ بار و بم خود ہی انتظام کی ایک صورت تجویز کی ہے لیکن غیرت کی بات ہے کہ ہم اپنے قول کی پابندی نہ کریں۔ ہائے ہائے وہ گھنٹے کی چال ہو گیت گایا ہے

تو رے بکن ورے میں ہاری بلما
ہاری بلما کریں ہاری بلما
میں ہوں نادیں تمہاری بلما

پنڈت جی مجھے تمہاری رپورٹ پر اور لکھنؤ کی آل انڈیا غرض پارٹیز کانفرنس پر ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے اسے کیا کروں بڑھاپے نے مجبور کر دیا وہ کھنا گئے

اطلاع تاریخ نو فرض تصفیہ مرابحت شتہار نیلام

عدالت جناب منصف صاحب بہادر سب حاکم آباد ضلع لکھنؤ
مقدمہ نمبر ۔۔

مقدمہ نمبر اجرائے ڈگری نمبر ۔۔ سنہ ۱۹۱۸ء
رام دلال ولد ۔۔ ساکن محلہ ۔۔ پرگنہ و تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ ڈگری دار

بنام

منصور سنگھ وغیرہ ۔۔ مدیون ڈگری
شام ۔۔ سنگھ ولد ۔۔ سنگھ ساکن موضع ۔۔ پرگنہ و تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ
منصور سنگھ ولد ۔۔ سنگھ ساکن موضع ۔۔ پرگنہ و تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ

ہرگاہ کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں ڈگری کے ۔۔ درخواست کی ہے کہ اراضی ۔۔ نیلام کی جاوے ۔۔ کو تاریخ ۔۔ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء وقت ۔۔ بجے کے واسطے ترتیب اشتہار نیلام کے مقرر کی گئی ہے۔
آج ۔۔ تاریخ ۔۔ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ۔۔ ڈگری
مہر عدالت

آدمی رنگ آتا ہے ورنہ میرے میاں بھی جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی فودسی لسٹ کی طرح ہیں۔ اس فودسی لسٹ نے جو تمثیل کا طریق چلایا ہے اس میں بڑا ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ اگر غیر ہمراہ ہو گئی تو بس ہوا ہی سمجھو کہ بار بار ہم بھی دل لگیں کرے تو ہم پھر کچھ میرے دل میں ہے تیس بتاں
(باقی آئندہ)

منقول آرا بیگم

مولانا پنچ کی لوٹ پھیر

ہما نصیبین اور مسٹر چغتائی

گزشتہ اشاعت میں مشہور جناب پر اظہار نصیب مسٹر چغتائی بی اے علیگ نوی الاباد نصیبین کے نام دیکھ کے میں نام پور کے صاحبزادی کی شکل یاد آ گئی۔ ذکر آیا تو اس نے سلام کیا حضور نے فرمایا جیتی رہو۔ والد بعد نے طلب فرمایا صاحبزادے پوچھا بیٹی کو والد نے دیدار کی تمنا ظاہر کی۔ کہا بیٹی خوش رہو ہاں بیٹی یہ پیغام سنا ہے بیٹی آخر بیگم صاحبہ بلا یا اور بیٹی کا جواب حسن کے موسم جدا کر دیا تو عاجزی کے ساتھ تاویل فرمائی بیٹی نہیں بیٹی۔ تمہارے تحفے اور سلام کے کئے پر خلل پہلی۔ چلا تم اور بیٹی؟ چغتائی صاحب نے بھی میدان جنگ جناب وہ جاپانی میں بہ جور تو کے ہر جزو کا بطلان کا حکم سنا دیا۔ حدیث بیٹی اسلئے کہ اس میں راویوں کی جرح اور صحبت کی بلکہ سماعت اور مطالعہ بھی شامل ہے۔ نفتہ بیٹی اسلئے کہ آجکل کوئی فقیہ اپنی طرف سے فتویٰ صادر ہی کرتا ہی نہیں کرتا۔ تاریخ بیٹی اسلئے کہ سنی سنائی بات کا اعتبار ہی کیا؟ عقل مصلحت بیٹی اسوجہ سے کہ عقل وہی ہے جس کی نال بوٹ میں گڑوی اور مصلحت وہی ہے جسکی بعض نے سب کی جلت طبع قیاس پر ہو ایک عورتیں خواہی نخواہی رہی ہیں

تفسیر بیٹی اسلئے کہ اس میں بھی تھا کی حافظ قرآنی دخل ہو شامل ہے۔ اب یہ فیصلہ کہ چغتائی صاحب کی کتاب کا ماخذ کیا ہوگا؟ ناظرین خود ہی کر لیں گے۔ ہما نصیبین تو جو ہی ماخذ کتاب کا حوالہ دیکھیں رو گیا؟ ایسی جادو بیانی افسانے جو جائز رواں ہیں ہے یا مستثنیات احکام سے نا جائز استعمال جائز بھی یا ضرورت نے ایک فعل نا جائز کو مباح بنا دیا اگر ایسی حالت میں سوال یہ ہوگا کہ آخر ان افسانہ طرازوں پر بیفرونٹ سے زیادہ بیان ہونے کی وجہ کیا ہے؟ دیکھیے اسکا جواب حضرت کیا دیتے ہیں۔ الغرض ہما نصیبین کو ابھی آخری نمبر کا جواب لکھنا دیجیے۔

آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ

چاروں طرف شہر میں خوب چہل پہل رہی۔ مہاراجہ صاحب محمود آباد اور آنریبل راجہ نواب علی خان کی کوٹھیاں مہمانوں کے قدم قدم سے آباد رہیں۔ نمائندے بھی چاروں طرف ذکر کیا جانے اور ایک ضروری تقریر لکھنے میں مصروف رہے جہاں بڑے بڑے پرانے کھلاڑی اپنے اپنے نتائج طبع کی داد دکھانے جمع ہوئے تھے۔ مفصل رپورٹ اور اسکا تبصرہ تو اب منقول آرا بیگم صاحبہ فرمائیں گی مگر ہم سرا سر کہانے میں رہے کیا معنی کہ پہلے کی کانگ میں چاندنی کی تحریک ہو گئی۔ پاور ہاؤس کی تحریک اور کی سٹ سٹ اے تو بہ مذہبین اسٹیشن کے تماشے کا ہم بڑے بڑے کھیل بڑے بڑے تماشے جب ہم ہی کھاتے ہیں، وہ قوم کیا خاک اٹھیگی!

ہوس حسرت آزادی و دوم گہ بخت
کیس مراد ہے سوکہ بہت آن ہم حسنہ

خدا ظل سایہ دامن دولت برطانیہ اور وعلی وہیوں آزادی و مساوات میں ایک کی بہت سے ہیں مستغنی فرمائے دیکھو کوئی ماسٹر نہیں تنہا ہے جو کہ پہلے چو پہنچے وہ جب گھوڑے کے سر پر تنگ میں ڈالکر ہم ہیں اب یہ حقیقت پہنچ پر ہیں تو تہذیبی تاریخ کا مواد کی بھی جو عقل کی روشنی دکھائے سو نفسانیت پر چلت کا دانا

بیگم بیکلہ حاجی بیگم

خدا جانے پھر کہاں تک صحیح ہے کہ جاپانی احکامات حکومت کابل نے جنوبی افغانوں کی برٹش حکومت کی دیکھا دیکھی وسٹنس بلکہ تیر کمان، تلوار، چاقو بلکہ تیر و خنجر تلوار رکھنے کی ممانعت فرمادی ہے۔ اب سے عام رعایا علاوہ ان ہتھیاروں کے جو انسان کے ہر جسم میں علاقے کا اثر رکھتا ہے کا تیز زبان کی تلوار، نگاہ کا تیر و دانت کی دراتی آہ کی بارود فریاد کی گولی غمزوں کی گھٹیاں گالیوں کے چھرے طعن و تشنیع کے خنجر وغیرہ کے ہر قلم کی تو تحکم کی رنگ ہیں۔ اسماں کی بیلی کے اور کوئی آسمانی یا زمینی ہتھیار استعمال کرنے یا پاس رکھنے کی مجاز نہ ہوگی صرف سکھوں کو کرپان رکھنے کی اجازت مل جائیگی۔ یورپ میں تو مسلک میں بھی کہ ہر وقت مسلح نہیں رہتے نہ دیگر متمدن ممالک میں ہر وقت مسلح رہنے کی ضرورت ہے گو تعلیم عام امن چین سے رہنے کی ہدایت کرتی ہے لالہ پابندی کا رواج تو ہمارے حکومت ہے۔ افغانستان کو یہ منزلت کہاں نصیب ڈاکو اور شریر کے قانون کے پابند ہونگے تو لوٹ مار کیوں کرتے۔ یعنی عام رعایا سے خوف اسی بات کا ہے کہ جب تک یہ بکی ہوگی تو اب یہ تھوڑا سا اندیشہ بھی جاتا رہیگا وہاں بلا ضرور گے ایک ہم دوسرے کی حفاظت کیا کرتے ہیں لیکن جو قانون کی پابندی کرے گا اسی کی جان ہوگی۔ علاوہ ازیں بہروں مرد اگلے چلن بھول جائینگے۔ ہم کو فریا کر سفر ورنہ میں یہ کہ نقاب کا خاموش حافظ اتار پھینکے اور وہ مرد کے غیر مسلح ہو جانے کے بعد کہ اگر ہم مجلس کو مسلح رکھیں ورنہ بڑی بے ہوگی۔

اصل میں ایک قانون زبان و قلم سے اسلحہ کا کام لینے کے بارے میں جس سے ہندوستان اور دیگر ممالک کے تعلقات کی ابتدا ہی کھٹی ہو جانے پیش ہونے والا ہے۔ لہٰذا مزاح کے خوف سے آئندہ ہم نیک مشورہ بھی نہ دے سکیں گے اسے آخری مشورہ سمجھنا چاہیے۔

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بچ بچ کو امین گرو لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا گائی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ ہے کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو [illegible] کتاب مین [illegible] اسطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا [illegible] یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر شائقین [illegible] آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا نتیجہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا [illegible] ہے۔ قیمت [illegible]

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ